Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

Vol. 3 No. 7 (July) (2025)

وصیت کے ثلث تک منحصر سے متعلق نصوص کی تعبیرو تشریح میں ، مولانا عمر احمد عثمانی اور جمہور ائمہ کے منہج کا مطالعہ (فقہ القرآن کی روشنی میں)

حافظ محمد کامران
پی ایچ، ڈی سکالر،گفٹ یونیورسٹی،گوجرانوالہ hafizkamranonline@gmail.com

ڈاکٹر حافظ محمد اشفاق
اسسٹنٹ پروفیسر، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

مولانا عمر احمدعثمانی دیوبند کے مشہور عالم مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب کے بیٹے ہیں۔مولانا کے اجداد میں تین پشت اوپر شیخ کرامت حسین نامی ایک بزرگ گزرے ہیں جو بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے استاد ہیں اور انہی کی صاحبزادی سے مولانا نانوتوی کی شادی ہوئی۔آپ نے تعلیم مظاہر العلوم سہارنپور میں حاصل کی اور تکمیل کے بعد وہیں تدریس شروع کی۔آپ کے اساتذہ میں مولانا محمد زکریاؒ اور مولانا عبدالرحمن کاملپوریؒ جیسی شخصیات شامل ہیں۔آپ کو سند فضیلت مولانا تھانویؒ سے عطاہوئی۔آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے عربی، فارسی اور اردو میں آنرز کیا۔آپ ڈین آف تھیالوجی بیورو آف نیشنل ری کنسٹرکشن حکومت پاکستان کراچی اور پروفیسر اسلامیات گورنمنٹ کالج فارمین ناظم آباد کراچی رہے۔

مسئلہ کا تعارف:

انسان کی زندگی میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں ۔کبھی وہ نیکی کے اعتبار سے اعلی درجہ پر ہوتا اور کبھی غفلت و گناہ اس کی حیات کو لازم ہیں ۔ معاملات زندگی اور ذمہ داریوں میں بعض مرتبہ افراط و تفریط بھی ہو جاتا ہے ، اس عدم اعتدال کا ازالہ انسان کبھی زندگی اور صحت و قدرت کے زمانہ میں کر جاتا ہے اور بسا اوقات مرض اور عدم قدرت کی بنا پر نیک اعمال کو برقرار نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی بد اعمالیوں اور بے اعتدالیوں کا ازالہ کر سکتا ہے ۔ اسے نظر آرہا ہوتا ہے کہ موت کے بعد اس کو قرب الہی کے لیے حسن اعمال کی زیادتی درکار ہو گی اور معاملات و ذمہ داریوں کے بارہ بازپرس بھی ہو گی نیز اس کو یہ اندیشہ بھی ہوتا ہے کہ اس کے متعلقین کی زندگی تکلیف کی بجائے راحت و آسودگی سے گزرے تو شریعت میں وصیت کا نظام رکھا گیا ہے اور یہ عین ممکن ہے ما قبل مذکور مصلحتیں بھی مشروعیت وصیت کو شامل ہوں

مولاناعمر احمد عثمانی کا موقف:

مولانا عمر احمد عثمانی کے نزدیک غیر وارث کے لیے وصیت میں ثلث کی قید نہیں بلکہ یہ حکم مطلق ہے[1] ۔ ان کے نزدیک اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ورثاء اگر ضرورت مند ہیں تو حکمران 1/3 یا اس سے کم پر پابند کر سکتا ہے[2] ۔

جمہور ائمہؒ کا موقف:

1/3 مال سے زیادہ وصیت نافذ نہیں ہو گی سوائے اس کے کہ ورثاء اس پر راضی ہوں ۔

---

[1]عمر احمد عثمانی ۔ فقہ القرآن ۔ ص : 120-121
[2]عمر احمد عثمانی ۔ فقہ القرآن ۔ ص : 124

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 7 (July) (2025)

وَالْوَصِيَّةُ تَصَرُّفٌ فِي ثُلُثِ الْمَالِ فِي آخِرِ الْعُمْرِ زِيَادَةٌ فِي الْعَمَلِ فَكَانَتْ مَشْرُوعَةً.[3]

دوطرفہ دلائل کا موازنہ

مولاناعمر احمد عثمانی کے دلائل :

دلیل اول:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا بس الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَي الْمُتَّقِيْنَ [4]

(تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آئے اور وہ اپنے پیچھے مال چھوڑ رہا ہو تو والدین اور رشتہ داروں کے لئے معروف طریقے سے وصیت کرے یہ حق ہے متقی لوگوں پر)

عمر احمدعثمانی کا استدلال:

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اقرباء کے لیے وصیت کرنا فرض ہے اور اس میں ثلث کی قید نہیں ۔

دلیل ثانی:

فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّھُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا [5]

(اگر میت کے بھائی بہن بھی ہوں تو ماں چھٹے حصہ کی حق دار ہوگی۔ یہ سب حصے اس وقت نکالے جائیں گے، جبکہ وصیت جو میت نے کی ہو پوری کردی جائے اور قرض جو اس پر ہو ادا کردیا جائے۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون بلحاظ نفع تم سے قریب تر ہے۔ یہ حصے اللہ نے مقرر کردیئے ہیں اور اللہ یقینا سب حقیقتوں سے واقف اور حکمت والا ہے)

مولاناعمر احمد عثمانی کا استدلال:

اس آیت میں ورثاء کے حصوں کا بیان ہے اور ترکے کی تقسیم سے پہلے اس بات کا حکم ہے یہ تقسیم وصیت کے بعد ہو گی اور وصیت میں ثلث کی قید نہیں ۔

دلیل ثالث:

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاۗءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَاۗرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ[6]

(اور تمہاری بیویوں نے جو چھوڑا ہو اس کا آدھا حصہ تمہیں ملے گا اگر وہ بےاولاد ہوں ورنہ اولاد ہونے کی صورت میں ترکے کا ایک چوتھائی حصہ تمہارا ہے، جب کہ وصیت جو انہوں نے کی ہو پوری کردی جائے اور قرض جو انہوں نے چھوڑا ہو ادا کردیا جائے اور وہ تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی کی حق دار ہوں گی اگر تم بےاولاد ہو ورنہ اولاد ہونے کی صورت میں ان کا

---

[3] کاسانی ، ابو بکر بن مسعود ۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۔ بیروت : دار الکتب العلمیہ 1986ء ،ج: 7 ، ص: 330

[4] البقرۃ 2 : 180

[5] النسآء 4 : 11

[6] النسآء 4 : 12

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 7 (July) (2025)

حصہ آٹھواں ہوگا، وصیت پوری کرنے کے بعد اور قرض جو تم نے چھوڑا ہو ادا کرنے کے بعد۔ اگر میت کلالہ ہو اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن موجود ہو تو بھائی اور بہن ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو کل ترکہ کے ایک تہائی میں وہ سب شریک ہوں گے، جبکہ وصیت پوری کردی جائے اور قرض جو میت نے چھوڑا ہو ادا کردیا جائے (شرط یہ ہے کہ) وہ ضرر رساں نہ ہو۔ یہ حکم ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور برد بار ہے)

اس آیت میں بھی مختلف لوگوں کے حصوں کا ذکر ہے لیکن یہ حصے وصیت کے نفاذ کے بعد ہوں گے اور وصیت میں ثلث کی قید نہیں ۔

بہرحال ان آیتوں کے مجموعے سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ وصیت فرض ہے اور اس میں ثلث کی قید نہیں ۔

دلیل رابع:

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ[7]

(اے ایمان والو ! جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت آجائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو اس کے لیے شہادت کی شرط یہ ہے کہ تمہاری جماعت میں سے دو معتبر آدمی گواہ بنائے جائیں، یا اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور وہاں موت کی مصیبت پیش آجائے تو غیر مسلموں میں ہی سے دو گواہ لے لیے جائیں۔)

مولاناعمر احمد عثمانی کا استدلال:

اس آیت میں بھی وصیت کے ذکر کے ساتھ ثلث مال کی قید نہیں ۔

دلیل خامس:

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا، قَالَ: «يَرْحَمُ اللَّهُ ابْنَ عَفْرَاءَ» ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: «لاَ» ، قُلْتُ: فَالشَّطْرُ، قَالَ: «لاَ» ، قُلْتُ: الثُّلُثُ، قَالَ: «فَالثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ، وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ، حَتَّى اللُّقْمَةُ الَّتِي تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ، وَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْفَعَكَ، فَيَنْتَفِعَ بِكَ نَاسٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ» ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا ابْنَةٌ[8]

(اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا ‘ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا سعد بن ابراہیم سے ‘ ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع میں) میری عیادت کو تشریف لائے ‘ میں اس وقت مکہ میں تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سر زمین پر موت کو پسند نہیں فرماتے تھے جہاں سے کوئی ہجرت کر چکا ہو۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا اللہ ابن عفراء (سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ) پررحم فرمائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! میں اپنے سارے مال و دولت کی وصیت کردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں نے پوچھا پھر آدھے کی کردوں؟ آپ ﷺ نے اس پر بھی یہی فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا پھر تہائی کی کردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

[7] المآئدۃ 5: 106

[8] محمد بن اسماعیل ۔ صحیح بخاری ۔ کتاب الوصایا ، بَابُ أَنْ يَتْرُكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ، بیروت : دار طوق النجاۃ ، ج: 4، ص: 3، حدیث نمبر : 2742

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 7 (July) (2025)

تہائی کی کرسکتے ہو اوریہ بھی بہت ہے' اگر تم اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں' اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب تم اپنی کوئی چیز (اللہ کے لئے خرچ کروگے) تو وہ خیرات ہے' یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے (وہ بھی خیرات ہے) اور (ابھی وصیت کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں) ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شفادے اور اس کے بعدتم سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ہو اور دوسرے بہت سے لوگ (اسلام کے مخالف) نقصان اٹھائیں۔ اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی صرف ایک بیٹی تھیں۔)

مولاناعمر احمد عثمانی نے اس روایت کو اس تناظر میں پیش کیا ہے کہ جمہور اس روایت کو ثلث تک وصیت کے منحصر ہونے پر پیش کرتے ہیں جبکہ اس حدیث کے پس منظر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد ؓ نے صدقہ کے بارہ دریافت کیا تھا تو آپ ﷺ نے حضرت سعدؓ کی حالت کا اعتبار کرتے ہوئے حکم شرعی کی بجائے بطور مشورہ ثلث تک صدقہ کرنے کا کہا [9]۔

6- احناف کے اصول کے مطابق خبر واحد سے نص قرآنی پر زیادتی نہیں ہو سکتی ۔ قرآن حکیم نے وصیت کو مطلقا بیان کیا ، اس میں ثلث کی قید نہیں لہذا احادیث کے ذریعہ قرآنی مطلق کو مقید کرنے کی کوشش سر اسر زیادتی ہے ۔

وصیت کے ثلث پر جمہور ائمہ کے دلائل :

دلیل اول:

وصیت کے ثلث تک بند ہونے میں جمہور ائمہ پہلی دلیل یہ پیش کرتے ہیں:

فَإِنْ كَانَ لَهُۥٓ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ ٱلسُّدُسُ مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۗ ءَابَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ ٱللَّهِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا [10]

(اگر میت کے بھائی بہن بھی ہوں تو ماں چھٹے حصہ کی حق دار ہوگی۔ یہ سب حصے اس وقت نکالے جائیں گے، جبکہ وصیت جو میت نے کی ہو پوری کردی جائے اور قرض جو اس پر ہو ادا کردیا جائے۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون بلحاظ نفع تم سے قریب تر ہے۔ یہ حصے اللہ نے مقرر کردیئے ہیں اور اللہ یقینا سب حقیقتوں سے واقف اور حکمت والا ہے)

جمہور ائمہ کا استدلال:

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم میراث پر وصیت مقدم ہے ۔

دلیل ثانی:

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ ٱلرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۚ مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ ٱلرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ ٱلثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۚ مِّنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَٰلَةً أَوِ ٱمْرَأَةٌ وَلَهُۥٓ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَٰحِدٍ مِّنْهُمَا ٱلسُّدُسُ ۚ فَإِن كَانُوٓا۟ أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى ٱلثُّلُثِ ۚ مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ [11]

(اور تمہاری بیویوں نے جو چھوڑا ہو اس کا آدھا حصہ تمہیں ملے گا اگر وہ

[9] عثمانی، عمر احمد ۔ فقہ القرآن ۔ ص : 120-121
[10] النسآء 4 : 11
[11] النسآء 4 : 12

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 7 (July) (2025)

بےاولاد ہوں ورنہ اولاد ہونے کی صورت میں ترکے کا ایک چوتھائی حصہ تمہارا ہے، جب کہ وصیت جو انہوں نے کی ہو پوری کردی جائے اور قرض جو انہوں نے چھوڑا ہو ادا کردیا جائے اور وہ تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی کی حق دار ہوں گی اگر تم بےاولاد ہو ورنہ اولاد ہونے کی صورت میں ان کا حصہ آٹھواں ہوگا، وصیت پوری کرنے کے بعد اور قرض جو تم نے چھوڑا ہو ادا کرنے کے بعد۔ اگر میت کلالہ ہو اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن موجود ہو تو بھائی اور بہن ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو کل ترکہ کے ایک تہائی میں وہ سب شریک ہوں گے، جبکہ وصیت پوری کردی جائے اور قرض جو میت نے چھوڑا ہو ادا کردیا جائے (شرط یہ ہے کہ) وہ ضرر رساں نہ ہو۔ یہ حکم ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور برد بار ہے)

جمہور ائمہ کا استدلال:

اس آیت میں بھی تقسیم میراث کی مختلف صورتوں کو بیان کیا گیا ہے اور ہر صورت پر وصیت کو مقدم کیا گیا ہے ۔

دلیل ثالث:

يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ[12]

(اے ایمان والو ! جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت آجائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو اس کے لیے شہادت کی شرط یہ ہے کہ تمہاری جماعت میں سے دو معتبر آدمی گواہ بنائے جائیں، یا اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور وہاں موت کی مصیبت پیش آجائے تو غیر مسلموں میں ہی سے دو گواہ لے لیے جائیں۔)

جمہور ائمہ کااستدلال:

اس آیت میں وصیت کے وقت گواہ بنانے کا ذکر ہے جس سے اس کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے اور دیگر آیات کی روشنی میں وصیت پر عمل درآمد تقسیم میراث سے پہلے ہو گا ۔

ما قبل تینوں آیات سے معلوم ہو رہا ہے کہ وصیت کرنا درست ہے اور اس پر عمل درآمد تقسیم میراث سے پہلے ہو گا ۔ آیات قرآنیہ سے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے علامہ کاسانی ؒ" بدائع الصنائع " میں لکھتے ہیں :

شُرِعَ الْمِيرَاثُ مُرَتَّبًا عَلَى الْوَصِيَّةِ فَدَلَّ أَنَّ الْوَصِيَّةَ جَائِزَةٌ[13]

(میراث(کی تقسیم) وصیت(پر عمل کرنے) کے بعد مقرر کی گئی ہےتو پتا چلا کہ وصیت جائز ہے)

ما قبل مذکور نصوص قرآنیہ سے ثابت ہوا ہے کہ وصیت مشروع ہے اور اس پر عمل تقسیم وراثت سے پہلے ہو گا جبکہ ترکہ کو بعد میں بانٹا جائے گا ۔ باقی رہا وصیت ترکہ کے کتنے حصہ تک کی جا سکتی ہے تو اس بارہ احادیث میں حد ثلث مال کو قرار دیا گیا اور اس بات پر تمام علماء متفق ہیں کہ ثلث مال سے زیادہ وصیت درست نہیں ہے اور اس کا نفاذ صرف ثلث مال تک ہو گا ، ہاں اگر وارثین جن میں وراثت تقسیم ہونا ہے وہ ثلث سے زائد پر عمل کرنے کی اجازت دیں تو ثلث سے زائد مال کی وصیت پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے ، یہ اس وجہ سے نہیں کہ مرنے والے نے وصیت کی اور اس کے قانونی حق کے طور پر عمل کیا گیا بلکہ ورثاء اپنے مورث کا لحاظ کرتے ہوئے خود اپنے حق سے دستبردار ہو گئے ۔

---

[12]المآئدۃ 5: 106

[13]۔ کاسانی ، ابو بکر بن مسعود ۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۔ بیروت : دار الکتب العلمیہ 1986ء ،ج: 7 ، ص: 330

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 7 (July) (2025)

دلیل رابع:
حدیث مبارکہ میں ہے :

4- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا، قَالَ: «يَرْحَمُ اللَّهُ ابْنَ عَفْرَاءَ» ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: «لاَ» ، قُلْتُ: فَالشَّطْرُ، قَالَ: «لاَ» ، قُلْتُ: الثُّلُثُ، قَالَ: «فَالثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ، وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ، حَتَّى اللُّقْمَةُ الَّتِي تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ، وَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْفَعَكَ، فَيَنْتَفِعَ بِكَ نَاسٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ» ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا ابْنَةٌ[14]

(حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے ، آپ نے فرمایا : نبی ﷺ میری عیادت کرنے آئے اور میں مکہ میں تھا اور وہ نا پسند کرتے تھے کہ ایسی زمین پر ان کو موت آئے جہاں سے وہ ہجرت کر گئے ، آپ (ﷺ) نے فرمایا ؛ اللہ ابن عفراء پر رحم کرے ، میں نے کہا : اے اللہ کے رسول !کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں ؟ آپ نے فرمایا : نہیں ، میں نے کہا : آدھے مال کی ؟ آپ نے فرمایا : نہیں ، میں نے کہا : ایک تہائی مال کی ؟ آپ نے فرمایا : ثلث کی وصیت کر سکتے ہو اور ثلث بہت زیادہ ہے تیرا اپنے ورثاء کو غنی چھوڑ کر جانا اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو تنگدست چھوڑ کر جائے ، وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں اور آپ جو بھی خرچ کریں تو وہ صدقہ ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے اور کیا پتا اللہ تجھے بلند کرے اور بہت سے لوگوں کو تمہارے ذریعے نفع پہنچائے اور دوسروں کو تیرے ذریعے نقصان پہنچائے اور اس وقت ان (حضرت سعد) کی صرف ایک بیٹی تھی)

جمہور ائمہ کا استدلال:
اس حدیث میں آپ ﷺ نے ثلث مال کو کثیر قرار دے کر وصیت کی حد کے طور پر مقرر کر دیا ہے -

دلیل خامس:
جمہور ائمہ پانچویں دلیل یہ پیش کرتے ہیں:

5- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَوْ أَنَّ النَّاسَ غَضُّوا مِنَ الثُّلُثِ إِلَى الرُّبُعِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ»[15]

(حضرت ابن عباس سے روایت وہ فرماتے ہیں (وصیت کو) ثلث کی بجائے ربع تک کم کر لو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ثلث اور ثلث زیادہ ہے)

اس حدیث میں ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ عباس رضی اللہ عنهما اس بات کی تمنا کر رہے ہیں کہ لوگ ربع مال تک وصیت کیا کریں کیونکہ آپ ﷺ نے ثلث کو وصیت کے لیے کثیر مال قرار دیا ہے -

دلیل سادس:
ثلث مال کی چھٹی دلیل جمہور ائمہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ , عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ تَصَدَّقَ عَلَيْكُمْ بِثُلُثِ

---

[14] محمد بن اسماعیل ۔ صحیح بخاری ۔ کتاب الوصایا ، بَابُ أَنْ يَتْرُكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ، بیروت : دار طوق النجاۃ ، ج: 4، ص: 3، حدیث نمبر : 2742

[15] مسلم بن حجاج ۔ صحیح مسلم ۔ کتاب الھبات ، باب الوصیۃ بالثلث ، بیروت : دار احیاء التراث ، ج: 3، ص: 1253 ، حدیث نمبر : 1629

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 7 (July) (2025)

أَمْوَالِكُمْ عِنْدَ وَفَاتِكُمْ زِيَادَةً فِي حَسَنَاتِكُمْ لِيَجْعَلَهَا لَكُمْ زَكَاةً فِي أَعْمَالِكُمْ».[16]
(حضرت معاذ ن جبل سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا : بے شک اللہ نے عزوجل نے تمہاری وفات کے وقت تمہارے ثلث مال کا صدقہ کیا ہے ، تمہاری نیکیوں میں اضافہ کرنے کے لیے تا کہ وہ اسے تمہارے اعمال کی پاکیزگی کا ذریعہ بنائے)
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر عمر میں بندہ اگرچہ حسن عمل کی زیادتی کا محتاج ہوتا ہے لیکن اللہ تعالی نے بطور وصیت صرف ثلث مال تک صدقہ کی اجازت دی ہے ۔
تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وصیت ثلث مال سے زیادہ پر نافذ نہیں ہو گی ،ہاں اگر وارثین میت کا لحاظ کرتے ہوئے ثلث سے زائد پر راضہ ہو جاتے ہیں تو ثلث سے زائد مال کی وصیت پر عمل کیا جائے گا ، اس وجہ سے نہیں کہ مورث نے وصیت کی تھی بلکہ اس وجہ سے وارثین نے اپنے حق سے دستبردار ہو کر ثلث سے زائد پر عمل کو مان لیا ہے ۔ ابن قدامہ حنبلی المقدسی " المغنی " میں لکھتے ہیں :
دلیل سابع:
(وَمَنْ أَوْصَى لِغَيْرِ وَارِثٍ بِأَكْثَرَ مِنْ الثُّلُثِ، فَأَجَازَ ذَلِكَ الْوَرَثَةُ بَعْدَ مَوْتِ الْمُوصِي، جَازَ، وَإِنْ لَمْ يُجِيزُوا، رُدَّ إلَى الثُّلُثِ) وَجُمْلَةُ ذَلِكَ أَنَّ الْوَصِيَّةَ لِغَيْرِ الْوَارِثِ تَلْزَمُ فِي الثُّلُثِ مِنْ غَيْرِ إجَازَةٍ، وَمَا زَادَ عَلَى الثُّلُثِ يَقِفُ عَلَى إجَازَتِهِمْ، فَإِنْ أَجَازُوهُ جَازَ، وَإِنْ رَدُّوهُ بَطَلَ. فِي قَوْلِ جَمِيعِ الْعُلَمَاءِ[17]
(اور جس نے غیر وارث کے لیے ثلث سے زیادہ کی وصیت اور ورثاء نے موصی کے مرنے کے بعد اس کو نافذ کر دیا تو جائز ہے اور اگر انہوں نے اجازت نہ دی تو ثلث کی طرف لوٹائی جائے گی ۔ اس بارہ ساری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ وصیت غیر وارث کے لیے ثلث میں بغیر اجازت کے لازم ہوگی اور جو اس سے زائد ہے وہ ان کی اجازت پر موقوف ہو گی ، اگر وہ جائز قرار دیں تو جائز ہے ، اگر وہ اس کو رد کر دیں تو تمام علماء کے قول کے مطابق باطل ہے)
ابن قدامہ کی عبارت سے جہاں یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ ثلث سے زائد وصیت کا نفاذ وارثین کی اجازت پر موقوف ہو گا وہاں یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ ثلث وصیت کی حد ہے ۔
دوطرفہ دلائل کا محاکمہ:
جمہور کے دلائل وہ آیات قرآنیہ ہیں جن کا ذکر ما قبل ہوا اور وہ وصیت کی مشروعیت کو بتاتی ہیں جبکہ احادیث سے وصیت کی حد ثلث مقرر ہوتی ہے یعنی قرآن و سنت کے مجموعے وصیت کی حد ثلث مال ہے اور اسی پر امت کا اجماع ہے ۔
مولاناعمر احمد عثمانی کا یہ کہنا کہ آیات قرآنیہ میں وصیت مطلق ہے اور ان میں ثلث کی قید نہیں جبکہ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ والی حدیث خبر واحد جس کے ذریعے قرآنی نص پر زیادتی اور مطلق کو مقید نہیں کیا جا سکتا یا پھر سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد ؓ کا سوال صرف صدقہ کے بارہ میں تھا نہ کہ وصیت کے بارہ میں اور آپ ﷺ کا جواب مشورہ کے طور پر تھا نہ کہ حکم شرعی کے لحاظ سے ، یہ محل نظر ہے :
الف ۔ جہاں تک یہ مؤقف کہ آیات قرآنیہ میں وصیت مطلق ہے اور اس میں خبر واحد کے ذریعے ثلث کی قید نص قرآنی پر زیادتی ہے اور وہ احناف کے نزدیک درست نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث خبر واحد نہیں بلکہ متعدد صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین سے منقول ہے ،اگر اس کو خبر واحد مان بھی لیا جائے تو حدیث :

---

[16] دار قطنی ، علی بن عمر ۔ سنن دار قطنی۔ کتاب الوصایا،باب بیروت : مؤسسۃ الرسالۃ 2004ء ،ج: 5 ، ص: 263 ، رقم الحدیث : 4289
[17] ابن قدامہ،عبد اللہ بن احمد۔المغنی ۔قاھرۃ : مکتبۃ القاھرۃ ، ج: 6، ص: 146

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 7 (July) (2025)

فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ[18]
(وارث کے لیے وصیت نہیں)
سے اس کی تخصیص ہو چکی ہے اور ایک مرتبہ تخصیص کے بعد خبر واحد سے مزید تخصیص احناف کے نزدیک بھی درست ہے ۔
سوم :
یہ کہ ائمہ ثلثہ خبر واحد سے نص قرآنی کی تخصیص تقیید کے مطلقا قائل ہیں یعنی پہلے نص قرآنی یا خبر متواتر و مشہور سے تخصیص تقیید نہ بھی ہوئی تب بھی خبر واحد سے تخصیص و تقیید درست ہے ۔
ب۔ یہ کہنا کہ حضرت سعدؓ والی حدیث مطلق صدقہ کے بارہ میں ہے نہ کہ وصیت سے متعلق تو یہ درست نہیں کیونکہ ما قبل بیان کردہ احادیث میں واضح طور پر ہے مذکورہ حدیث میں صدقہ سے مراد ثلث مال کی وصیت کا صدقہ ہے ۔
ج۔ یہ کہنا کہ آپ ﷺ کا ثلث مال تک وصیت کی حد بتانا بطور مشورہ تھا نہ کہ حکم شرعی کے طور پر ، یہ بھی درست نہیں کیونکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور جمہور علماء امت نے اس کو حکم شرعی کے طور پر جانا اور بیان کیا ہے اور وہ بہتر سمجھتے تھے کہ یہ مشورہ تھا یا حکم شرعی کے اعتبار سے ۔
د۔ جمہور امت کے مؤقف سے ہٹ کر رائے اپنانے کی بجائے اگر نظام ہبہ کو اپنایا جائے تو یہ ان خدشات کو دور کرنے کے لیے کافی ہے جن کی بنا پر امت کے فہم کو ہد تنقید بنایا گیا ہے ۔

مصادر ومراجع

❖ القرآن الکریم
❖ عمر احمد عثمانی ۔ فقہ القرآن ۔ ص : 120-121
❖ کاسانی ، ابو بکر بن مسعود ۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۔ بیروت : دار الکتب العلمیہ 1986ء ،ج: 7 ، ص: 330
❖ محمد بن اسماعیل ۔ صحیح بخاری ۔ کتاب الوصایا ، بَابُ أَنْ يَتْرُكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ، بیروت : دار طوق النجاۃ ، ج: 4، ص: 3، حدیث نمبر : 2742
❖ کاسانی ، ابو بکر بن مسعود ۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۔ بیروت : دار الکتب العلمیہ 1986ء ،ج: 7 ، ص: 330
❖ محمد بن اسماعیل ۔ صحیح بخاری ۔ کتاب الوصایا ، بَابُ أَنْ يَتْرُكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ، بیروت : دار طوق النجاۃ ، ج: 4، ص: 3، حدیث نمبر : 2742
❖ مسلم بن حجاج ۔ صحیح مسلم ۔ کتاب الھبات ، باب الوصیۃ بالثلث ، بیروت : دار احیاء التراث ، ج: 3، ص: 1253 ، حدیث نمبر : 1629
❖ دار قطنی ، علی بن عمر ۔ سنن دار قطنی۔ کتاب الوصایا،باب بیروت : مؤسسۃ الرسالۃ 2004ء ،ج: 5 ، ص: 263 ، رقم الحدیث : 4289
❖ ابن قدامہ،عبد اللہ بن احمد۔المغنی۔قاھرۃ : مکتبۃ القاھرۃ ، ج: 6، ص: 146
❖ ابوداود،سلیمان بن اشعث ۔سنن ابی داود ،کتاب الفرائض ، باب ماجآء فی الوصیۃ ، المکتبۃ العصریۃ ، ج: 3، ص: 114 ، رقم الحدیث : 2870

[18]۔ابوداود،سلیمان بن اشعث ۔سنن ابی داود ،کتاب الفرائض ، باب ماجآء فی الوصیۃ ، المکتبۃ العصریۃ ، ج: 3، ص: 114 ، رقم الحدیث : 2870